بِسۡمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

مختصر اور جامع تفسیری نکات

تذکیر بالقرآن

Reflections from Qur'an

قرآن مجید کی منتخب آیات کی تفسیر

A Summary of Qur’anic Teachings

Part – 10

English - Urdu

حافظ محمد ابوبکر سجاد علوی (خطیب لندن)

Seymour Road

London,

United Kingdom

Telephone: +44 7853099327

پارہ – 10

اہم تفسیری نکات

قرآن مجید کا دسواں پارہ سورۃ انفال کی بقیہ آیات 41 تا 75 اور سورۃ توبہ کی پہلی 93 آیات پر مشتمل ہے۔

سیاق وسباق: نویں پارے کے آخر میں سورۃ انفال کا آغاز ہوا تھا جس کے اہم موضوعات میں معرکہ بدر پر تبصرہ، نبی اکرمؐ کی خاصیات واعزازات، باہمی تعلقات کی اصلاح (فاتقو اللہ واصلحو ذات بینکم)، سچّے اہل ایمان کی صفات: خوف خدا، اللہ پر توکّل، اقامت صلوٰۃ، صدقہ وخیرات (اولٰئک ھم المومنون حقا)، غزوہ بدر کا پس منظر اور پیش منظر، اللہ کے ہر کام میں حکمت، یوم بدر کے دن نبی کریمؐ کی دعا، حق کی فتح (لیحق الحق بکلامتہ)، فرشتوں کا نزول، اہل اسلام کی نصرت، اصل مدد گار ہستی: صرف اللہ ربّ العالمین (وماالنّصر الّا من عند اللہ)۔اس کے بعد سمع واطاعت کا حکم، سمع ومعصیت نہ کرو، اللہ ورسولؐ کی پکار پر لبیک کہو (استجیبو للّٰہ وللرسول اذا دعاکم)، دلوں کا پھیرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے (واعلمو انّ اللہ یحول بین المرء وقلبہ)، دین پر ثابت قدمی، نیکی کو موقع ہاتھ سے نہ جانے دو، مخصوص فتنہ سے ڈروجب انفرادی نیکیاں اجتماعی سزاء سے نہیں بچا سکیں گی (واتّقو فتنۃ لا تصیبن الذین ظلمو منکم خاصّہ)۔اس کے بعد تقویٰ کی برکات: فرقان، کفّارہ سیئات، مغفرت، اعمال صالحہ کی توفیق، قرآن کو قصّہ ماضی سمجھنے والوں کی غلط فہمی (ان ھٰذا الّا اساطیر الاوّلین)، دعوت حق کے مقابلے میں اکڑ اور جاہلانہ رویّہ، استغفار سے عذاب ٹل جاتا ہے (وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون)، مسجد کے اندر یا مسجد کے قریب شور شرابہ کی مذمت (وماکان صلاتھم عند البیت الّا مکاءً و تصدیہ)، مال کے زور پر حق کے راستے میں روڑے اٹکانے والے (ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللہ)، اسلام دشمن مکروہ کردار کی مذمت بیان کی گئی۔

اسی پس منظر کی روشنی میں دسویں پارے کا آغاز ہوتا ہے۔

دسویں پارے کا پہلا رکوع: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ--- (انفال۔41)

رکوع کے تفسیری موضوعات

نویں پارے کی آخری آیات میں منکرین حق کو مربیانہ خطاب: مغفرت کی پیشکش(ان ینتھو یغفرلھم ما قد سلف)، بہترین سرپرست اور حقیقی مددگار ہستی: صرف اللہ ربّ العالمین(نعم المولیٰ و نعم النّصیر)۔

دسویں پارے کے آغاز میں مال غنیمت کے بقیہ احکامات، کا ذکر ہے

تقویٰ، باہمی اخوت، ہمدردی، اللہ رسولؐ کی اطاعت،

مال غنیمت کے حوالے سے انسانی کمزوریوں کی نشاندہی

مال غنیمت کے مصارف

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (انفال۔41)

اور جان لو کہ جو کچھ تمھیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تمھیں اللہ پر ایمان ہے اور اس چیز (وحی) پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن (بدر والے دن) اتاری جس دن دونوں لشکر باہم مقابل ہوئے تھے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

Consumption of *Ghanimah* Properties!

Know that whatever spoils you take, one-fifth is for Allah and the Messenger, his close relatives, orphans, the poor, and ˹needy˺ travellers, if you ˹truly˺ believe in Allah and what We revealed to Our servant on that decisive day when the two armies met ˹at Badr˺. And Allah is Most Capable of everything. (8:41)

Ghanimah is applied to property which is acquired after triumph. According to the ancient Divine teachings no one was allowed to benefit from such properties. Such properties were, rather, gathered and placed on some open spot where lightening would come from the heavens and burn these up. This was the sign that their effort was

accepted. One of the few unique distinctions bestowed upon the Final Prophet Muhammad (PBUH) was that *Ghanimah* properties were made lawful (Halal) for the Muslim Ummah. In these verses the rules of distribution of Ghanimah properties are introduced. As explained before, such properties belong to God and His Messenger. They alone have the right to dispose of them. In this verse, it is stated how God and His Messenger decided to dispose of such properties.

Since the Prophet (peace be on him) devoted all his time to the cause of Islam, he was not in a position to earn his own living. Hence, some arrangement had to be made for the maintenance of the Prophet (peace be on him) as well as for his family, and the relatives dependent upon him for financial support. Hence a part (one-fifth of the *Ghanimah*) was specified for that purpose. There is, however, some disagreement among jurists as to whom this share should go to after the Prophet's death. Some jurists are of the view that after the Prophet's death the rule stands repealed.

In this verse, the day of Badr has been called the day of distinction between the true and the false. The reason is that Muslims secured a clear victory at Badr. This happened as a ground reality on that day, yet it was, by extension, a day of decision also, the ultimate decision between truth and falsehood.

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ : غنیمت سے مراد وہ مال ہے جو جنگ میں فتح کے بعد حاصل ہو۔ پہلی امتوں میں اس کے لئے یہ طریقہ تھا کہ جنگ ختم ہونے کے غنیمت کا سارا مال ایک جگہ جمع کر دیا جاتا تھا اور آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا کر بھسم کر ڈالتی۔ لیکن امت مسلمہ کے لئے یہ مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ اور جو مال بغیر لڑائی کے صلح کے ذریعہ یا جزیہ و خراج سے وصول ہو اسے مال فے کہا جاتا ہے تھوڑا ہو یا زیادہ، قیمتی ہو یا معمولی سب کو جمع کر کے اس کی حسب ضابطہ تقسیم کی جائے گی۔ کسی سپاہی کو اس میں سے کوئی چیز تقسیم سے قبل اپنے پاس رکھنے کی اجازت نہیں۔

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ: (مال غنیمت) میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ آیت کے اس حصے میں مال غنیمت کے مصارف بیان کئے جارہے ہیں۔ آیت میں اللہ کا لفظ تو بطور تبرک کے آیا ہے، نیز اس لئے ہے کہ ہر چیز کا اصل مالک وہی ہے۔ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول کے حصہ سے ایک ہی حصہ مراد ہے، یعنی سارے مال غنیمت کے پانچ حصے کر کے چار حصے تو ان لوگوں میں تقسیم کئے جائیں گے جنہوں نے جنگ میں حصہ لیا۔ پانچواں حصہ، جسے عربی میں خمس کہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس کے پھر پانچ حصے کئے جائیں گے۔ ایک حصہ رسول اللہؐ کا (اور آپؐ کے بعد اسے مفاد عامہ میں خرچ کیا جائے گا) جیسا کہ خود آپؐ بھی یہ حصہ مسلمانوں پر ہی خرچ فرماتے تھے بلکہ آپؐ نے فرمایا بھی ہے 'میرا جو پانچواں حصہ ہے وہ بھی مسلمانوں کے مصالح پر ہی خرچ ہوتا ہے۔ دوسرا حصہ رسول اللہؐ کے قرابت داروں کا، پھر یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں یعنی بے وطن لوگ، مہاجرین وغیرہ کا حق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خمس حسب ضرورت خرچ کیا جائے یعنی ان بیان کردہ مصارف یا مدات میں سے جہاں زیادہ ضرورت ہو وہاں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس حوالے سے مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار امام وقت یا خلیفہ وقت کو ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ: اور جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر یوم فرقان (یعنی بدر والے دن) نازل فرمائی۔ اس نزول سے مراد فرشتوں کا نزول اور آیات الٰہی یعنی معجزات وغیرہ کا نزول ہے جو غزوہ بدر میں ہوا۔ بدر کی جنگ ۲ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کو ہوئی تھی۔ اس دن کو یوم الفرقان اس لئے کہا گیا ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلے کا دن تھا۔ اس دن حق کو فتح اور باطل کو شکست ہوئی۔

یوم بدر کی منظر کشی

غیر متوقع جنگ، غیر متعین وقت، غیر متعین جگہ

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَىَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۙ (انفال۔42)

یاد کرو وہ وقت جبکہ تم وادی کے اِس جانب تھے اور وہ دُوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور قافلہ تم سے نیچے (ساحل) کی طرف تھا۔ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو منظور تھا کہ جو کام ہو کر رہنے والا تھا

اسے کر ہی ڈالے تاکہ جو ہلاک ہو تو دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے،وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے۔بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

Un-planned battle!

⌜Remember⌝ when you were on the near side of the valley, your enemy on the far side, and the caravan was below you. Even if the two armies had made an appointment ⌜to meet⌝, both would have certainly missed it. Still it transpired so Allah may establish what He had destined—that those who were to perish and those who were to survive might do so after the truth had been made clear to both. Surely Allah is All-Hearing, All-Knowing. (8:42)

The Holy Qur'an has virtually outlined in these verses a whole map of the battle of Badr to give a clear picture of this event.

This verse also indicates that the battle of Badar was not planned since the Muslim force was after the caravan. Had the two groups made plans to meet in a battle, at a specific time and location, they both probably would have missed each other.

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى: اس آیت میں غزوہ بدر کی منظر کشی بیان کی گئی۔ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا سے مراد وہ کنارہ جو مدینہ شہر کے قریب تھا۔ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى سے مراد وہ کنارہ جو مدینہ سے دور تھا۔قصویٰ کہتے ہیں دور کو۔دشمنان اسلام کا لشکر اس کنارے پر تھا جو مدینہ سے دور تھا۔اہل اسلام کا لشکر اس کنارے پر تھا جو مدینہ طیبہ کے قریب تھا۔بدر کا مقام بلندی پر واقع ہے اس لحاظ سے مسلمان بلندی پر تھے جبکہ دشمن مغرب کی طرف نشیب میں تھا۔

وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِى الْمِيْعٰدِ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِىَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا: دوسرا نکتہ اس آیت کے اندر یہ بیان کیا گیا کہ جنگ بدر کوئی پلاننگ کے تحت دن اور تاریخ مقرر کر کے نہیں لڑی گئی۔اگر جنگ کے لئے باقاعدہ دن اور تاریخ کا ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ یا اعلان ہوتا تو ممکن تھا کہ کوئی فریق لڑائی کئے بغیر ہی پسپائی اختیار کر لیتا لیکن چونکہ اس

جنگ کا ہونا اللہ نے لکھ دیا تھا اس لئے ایسے اسباب پیدا کر دیئے گئے کہ دونوں فریق بدر کے مقام پر ایک دوسرے کے مقابل بغیر پیشگی وعدہ وعید کے، صف آرا ہو جائیں۔

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ: یہ علت ہے اللہ کی اس مشیت کی جس کے تحت بدر میں فریقین کا اجتماع ہوا، تاکہ جو ایمان پر زندہ رہے تو وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور اسے یقین ہو کہ دین اسلام برحق ہے کیونکہ اس کی حقانیت کا مشاہدہ وہ بدر میں کر چکا ہے اور جو کفر کے ساتھ ہلاک ہو تو بھی دلیل کے ساتھ ہلاک ہو کیونکہ یوم بدر کو اس پر یہ واضح ہو چکا ہے کہ مشرکین کا راستہ باطل اور گمراہی کا راستہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کے ذریعے ایمان کو کفر سے ممتاز کر دیا۔ اس آیت کے آخری جملے کی تفسیر سیرۃ ابن اسحاقؒ میں ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کفر کرنے والے دلیل ربانی دیکھ لیں گو کفر ہی پر رہیں اور ایمان والے بھی دلیل کے ساتھ ایمان لائیں۔ اب جو کفر پر رہے وہ بھی کفر کو کفر سمجھ کے رہے اور جو صاحب ایمان ہو جائے تو وہ بھی دلیل دیکھ کر ایمان دار بنے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان ہی دلوں کی حیات ہے اور ایمان کے بغیر زندگی میں روح کی ہلاکت ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے اومن کان میتا فاحییناہ۔۔یعنی وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی یعنی اس کے لئے ایمان کا نور بنا دیا کہ اس کی روشنی میں وہ چل پھر سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے قصّے میں الفاظ ہیں کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا یعنی بہتان میں حصہ لیا۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے بہتان عائشہ میں حصہ لیا وہ ہلاکت میں مبتلا ہو گیا۔ (بحوالہ ابن کثیرؒ)

دشمن کی تعداد کا نفسیاتی اثر

اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَّلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (انفال۔43)

(اور وہ واقعہ یاد کیجئے) جب اللہ نے آپؐ کے خواب میں ان کی تعداد کو کم کر کے دکھایا۔ اگر وہ تمھیں اُن کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو ضرور تم لوگ ہمت ہار جاتے اور لڑائی کے معاملہ میں جھگڑا شروع کر دیتے، لیکن اللہ نے (مسلمانوں کو پس ہمتی اور باہمی نزاع سے) بچا لیا۔ بیشک وہ سینوں کی (چھپی) باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔

⌜Remember, O Prophet,⌝ when Allah showed them in your dream as few in number. Had He shown them to you as many, you ⌜believers⌝ would have certainly faltered and

disputed in the matter. But Allah spared you ˹from that˺. Surely, He knows best what is ˹hidden˺ in the heart. (8:43)

This refers to the time when the Prophet (peace be on him) was leaving Madina along with his companions, or was on his way to Badr for the encounter with the Quraysh and did not have any definite information about the strength of the enemy. In a dream, however, the Prophet (peace be on him) had a vision of the enemy. On the basis of that vision, the Prophet (peace he on him) estimated that the enemy, was not too powerful. Later when the Prophet (peace be on him) narrated his dream to his companions, they; were also encouraged and boldly went ahead to confront the enemy.

This event (visibility of low numbers) took place twice. Once, it was shown to the Holy Prophet in a dream which he related to all of them, and which renewed their courage and resolve. The second time, when the two groups stood facing each other on the battlefield itself, their number was shown to Muslims as being small.

The wisdom behind this illusion was to make sure that none of the two sides were to put an end to the war by deserting the battlefield.

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دشمن کے لشکر کی تعداد کم دکھائی اور وہی تعداد آپؐ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمائی، جس سے ان کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ یہ چیز ان کی ثابت قدمی کا باعث بن گئی۔ اگر اس کے برعکس دشمن کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو صحابہ کرام میں باہمی اختلاف کا اندیشہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انہیں پست ہمتی اور باہمی نزاع سے بچالیا۔

دلوں کے بھید جاننے والی ہستی

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (انفال۔43)

وہ (اللہ) دلوں کے بھیدوں سے خوب آگاہ ہے۔

Indeed, He has the best knowledge of that which is in (your) hearts.

It means that Allah swt does what He wills, and He commands as He wills. He can make a minority overcome a majority and weakness overtake strength. He may make less become more and more become less.

تمام معاملات اللہ کی طرف

وَاِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرِ۔(انفال۔44)

بالآخر، سارے معاملات اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔

And to Allah ˹all˺ matters will be returned ˹for judgment˺. (8:44)

دوسرا رکوع: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً۔۔۔ (انفال۔45)

رکوع کے تفسیری موضوعات

کامیابی کیلئے قرآنی ہدایات

Qur’anic instructions to success

کامیابی کے اصول: استقامت، یادالٰہی

يٰٓ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔(انفال۔45)

اے ایمان لانے والو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

Key to success: Be steadfast and remember Allah!

O you who have believed! When you face an enemy, stand firm and remember Allah often so you may be successful. (8:45)

Qur'anic instructions for success are being mentioned in this verse. The first principle of success/victory is steadfastness. This includes firmness of both body and soul. The second principle of success is the Dhikr of Allah (remembering Allah) even in the most difficult circumstances. To remember Allah and to be confident about it is like a powerful energy which can make a weak person strong. With this energy a person can overcome against personal discomfort or emotional anxiety in the most difficult scenarios. This makes a person strong enough to face any kind of situation. At this stage, let us keep in mind that war time is usually a terrible time when no one remembers anyone, and everyone is consumed with the thought of self-preservation. Therefore, this verse tells that God almighty must not be forgotten in any situation.

Also worth pondering over at this point is the fact that no other act of worship (Ibadah), except the Dhikr of Allah, has been commanded in the entire Qur'an with the instruction that it be done abundantly. The reason is that the Dhikr of Allah is easy to do, a convenient act of worship indeed. You do not have to spend a lot of time and effort doing it, nor does it stop you from doing something else on hand. On top of that, this is an exclusive grace from Allah swt who has not placed any precondition or restriction of *Wudu* (ablution), *Taharah* (state of purity from major or minor impurities), dress and facing towards Qiblah (direction of Ka'bah) etc., in its performance. This can be done by anyone under all states, with Wudu or without, standing, sitting or lying down. And Dhikr of Allah is not limited to the act of remembering Allah only verbally or by heart, instead

of which, any permissible act which is performed by remaining within the parameters of obedience to the Holy Prophet shall also be counted as the Dhikr of Allah. This is supported by what is said in some narrations: The sleep of a practical scholar is counted as worship. There is nothing unusual about it as we commonly notice that people who handle hard labour would habitually take to a set of words or some beat or jingle or song and are heard humming it while working. The Holy Qur'an has blessed Muslims with an alternate for it, something which is based on countless advantages and wise considerations. Therefore, towards the end of the verse, it was said: so that you may be successful. It means if you went on to master these two tested techniques of standing firm and remembering Allah - and used it on the most difficult situation - then, you can be sure that victory, prosperity and success are all yours.

اس آیت میں اہل اسلام کو وہ آداب بتائے جارہے ہیں جن کو دشمن سے مقابلے کے وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔سب سے پہلی بات **ثابت قدمی** اور عزم و استقلال ہے، کیونکہ اس کے بغیر میدان جنگ میں ٹھہرنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اس سے تحرف اور تحیز کی وہ دونوں صورتیں مستثنیٰ ہوں گی جن کی پہلے وضاحت کی جاچکی ہے۔کیونکہ بعض دفعہ ثابت قدمی کے لئے بھی تحرف یا تحیز ناگزیر ہوتا ہے۔دوسری ہدایت یہ ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ مشکل ترین حالات میں بھی **ذکرِ الٰہی** نہ چھوڑو تاکہ مسلمان اگر تھوڑے ہوں تو اللہ کی مدد کے طالب رہیں اور اللہ بھی کثرت ذکر کی وجہ سے ان کی طرف متوجہ رہے اور اگر مسلمان تعداد میں زیادہ ہوں تو کثرت کی وجہ سے ان کے اندر عجب اور غرور پیدا نہ ہو، بلکہ اصل توجہ اللہ کی امداد پر ہی رہے۔

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: **لا تمنوا لقاء العدو، فإذا لقيتموهم فاصبروا**۔ یعنی دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو' ہاں! اگر جنگ شروع ہو جائے تو پھر صبر و استقامت دکھاؤ۔ (بخاری)

حدیث: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: **لا تتمنوا لقاء العدو، وسلوا الله العافية**۔ یعنی دشمن سے جنگ کرنے کی تمنا نہ رکھو بلکہ اللہ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔

قرآن وسنّت کی پیروی کا حکم

اختلاف وانتشار کی ممانعت، ثابت قدمی کی تاکید

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

(انفال۔46)

اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

Obedience, Unity and Self-restraint!

Obey Allah and His Messenger and do not dispute with one another, or you would be discouraged and weakened. Persevere! Surely Allah is with those who persevere. (8:46)

Help and support from Allah (swt) can be expected to come only through obedience to Him. Negligence and disobedience can only be the causes of the displeasure of Allah and a certain deprivation from whatever grace could come from Him. Thus, in the above verses, we have been given four instructions for success:

1. Steadfastness and firmness
2. Dhikr of Allah (Remembering Allah in every situation)
3. Obedience of Allah and His Messenger
4. Unity
5. Self-restraint

In this verse the believers were asked to exercise self-restraint. They were required to refrain from haste, panic, consternation and greed. They were counselled to proceed cool-headedly and to take well-considered decisions. They were also asked to refrain from acting rashly under provocation; to desist from taking hasty action out of impatience. They were also asked to exercise

control over themselves lest they were tempted by worldly gains. All these instructions are implicit in the Qur'anic directive of patience given to the Muslims. God extends all help and support to those who exercise 'patience' (sabr) in the above sense.

اس آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت یعنی قرآن وسنّت کی پیروی کا حکم دیا جارہا ہے۔ایک مسلمان کے لئے ویسے تو ہر حالت میں اللہ اور رسول کی اطاعت ضروری ہے۔تاہم میدان کارزار میں اس کی اہمیت دوچند ہو جاتی ہے اور اس موقع پر تھوڑی سی بھی نافرمانی اللہ کی مدد سے محرومی کا باعث بن سکتی ہے۔اگلی ہدایت کہ آپس میں تنازع اور اختلاف نہ کرو، اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور ہوا اکھڑ جائے گی۔

فخر و غرور کی روش اختیار نہ کرو

حق کے راستے میں روڑے اٹکانے والے

غرور و تکبر کرنے والوں کا انجام

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (انفال۔47)

اور ان لوگوں جیسا نہ ہونا جو اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے گھروں سے نکل آئے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔

Do not be like those who left their homes arrogantly, only to be seen by people and to hinder others from Allah's Path. And Allah is Fully Aware of what they do. (8:47)

According to authentic reports, when Abu Sufyan succeeded in getting past the range of attack with his trade caravan, he sent a courier to Abu Jahl bearing the message that there was no need for him to go any further and that he should better return. Many other Quraysh chiefs had also concurred with this advice. But, driven by

his pride, arrogance and the desire for recognition, Abu Jahl declared on oath that they would not return until they reach the site of Badr and celebrate their victory there for a few days.The outcome was that he and his fellow leaders found themselves dumped there forever. Muslims have been instructed in this verse to abstain from the methods like arrogance and pride adopted by Abu Jahal and his fellow leaders of Makkah.

اس سے پہلی آیات میں ثابت قدمی، اخلاص، یادالٰہی، اتحادواتفاق کی نصیحت فرمائی گئی تھی، انتشار واختلاف سے منع کیا گیا تھا۔

اس آیت میں قریش مکہ کی مشابہت سے روکا جارہا ہے کہ جس طرح وہ حق کو مٹانے اور لوگوں میں اپنی بہادری دکھانے کے لئے فخر وغرور اور متکبرانہ چال کے ساتھ مقابلہ کیلئے نکلے تم ایسا نہ کرنا۔ قریش مکہ جب اپنے قافلے کی حفاظت اور لڑائی کی نیت سے نکلے، تو بڑے فخر وغرور اور تکبر سے نکلے تھے۔اس آیت میں اہل اسلام کو اس قسم کے م متکبرانہ اور جاہلانہ رویے سے منع کیا گیا ہے۔ابو جہل سے جب کہا گیا تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ تو بچ گیا جس کی حفاظت کیلئے وہ مکہ سے نکلے تھے لہٰذا اب واپس مکہ چلنا چاہئے تو اس نے جواب دیا کہ کیسی واپسی؟ ہم تو بدر کی جگہ پڑاؤ کریں گے۔وہاں شراب وشباب کی محفلیں سجیں گیں، اپنی فتح کا جشن منائیں گے تا کہ پورے عرب میں ہماری بہادری اور فتح کی شہرت ہو جائے۔اللہ کی شان کہ سرداران مکہ کے ارمان قدرت نے پلٹ دیئے۔یوم جشن ان کیلئے یوم مرگ بن گیا۔ میدان بدر ان کیلئے موت کا گڑھا ثابت ہوا۔ جس جگہ وہ خوشی منانے کا ارادہ رکھتے تھے وہیں ان کی ہلاکت اور تدفین ہوئی۔ یہ اللہ کی شان کبریائی کا ثبوت ہے۔کیونکہ اللہ کو تکبر پسند نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے۔

شیطان کے مزیّن کئے گئے اعمال

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (انفال۔48)

اور جس وقت شیطان نے ان کے اعمال کو ان کی نظروں میں خوشنما کر دیا اور کہا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہ ہو گا اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب دونوں فوجیں سامنے ہوئیں تو وہ اُلٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمہارا ساتھ نہیں ہے، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے، مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔

Deception of Shaitan!

And ˹remember˺ when Satan made their ˹evil˺ deeds appealing to them, and said, "No one can overcome you today. I am surely by your side." But when the two forces faced off, he cowered and said, "I have absolutely nothing to do with you. I certainly see what you do not see. I truly fear Allah, for Allah is severe in punishment."(8:48)

Since its beginning, Surah al-Anfal has been dealing with the actual events and circumstances of the battle of Badr along with subsequent lessons learnt and related injunctions given.
One such event from here relates to the Shaitan who misled the leaders of Makkah, exhorted them to go to battle against Muslims and then he disengaged, and left them all by themselves right there in the middle of the battlefield.
Did this deception of the Shaitan take the form of scruples put into the hearts of the Quraysh? Or did the Shaitan come to them in human form and talked to the Quraysh face to face? Both probabilities exist here. But the words of the Qur'an seem to support the second eventuality - that the Shaitan misled them by appearing in a human form before them.

When the Shaitan saw the force of angels during the battle of Badar, he virtually saw trouble for himself as he knew their power. As for his statement that he was scared of Allah, some scholars have suggested that his fear is justified in its own place because he is fully aware of the

perfect power of Allah (swt). However, simple fear without faith and obedience is useless.

The Qur'an has mentioned this habit of the Shaitan repeatedly. One such verse says: “It is like the Shaitan when he tells man: "Disbelieve." Then, after he becomes a disbeliever, he says: "I have nothing to do with you. I am scared of Allah, the Lord of all the worlds". (59:16)

قریش جب مکہ سے روانہ ہوئے تو انہیں اپنے حریف قبیلے بنی بکر بن کنانہ سے اندیشہ تھا کہ وہ پیچھے سے انہیں نقصان نہ پہنچائے چنانچہ شیطان سراقہ بن مالک کی صورت بنا کر آیا، جو بنی بکر بن کنانہ کے ایک سردار تھے، اور انہیں نہ صرف فتح و غلبہ کی بشارت دی بلکہ اپنی حمایت کا بھی پورا یقین دلایا۔ لیکن جب ملائکہ کی صورت میں امداد الٰہی شیطان کو نظر آئی تو ایڑیوں کے بل بھاگ کھڑا ہوا۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ: مجھے اللہ سے ڈر لگتا ہے۔ اللہ کا خوف شیطان کے دل میں کیا ہونا تھا؟ تاہم اسے یقین ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو اللہ کی خاص مدد حاصل ہے قریش مکہ ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکیں گے اس لئے اس نے خوف خدا کا بہانہ بنا کر اپنی جان چھڑائی۔

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ: اور اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے۔ ممکن ہے یہ شیطان کے کلام کا حصہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جملہ مستانفہ ہو۔

تیسرا رکوع: اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔۔۔ (انفال۔49)

رکوع کے تفسیری موضوعات

منافقین کا پروپیگنڈہ

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (انفال۔49)

اس وقت منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ انہیں (یعنی اہل ایمان کو) ان کے دین نے مغلوب کر رکھا ہے۔ اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

˹Remember˺ when the hypocrites and those with sickness in their hearts said, “These ˹believers˺ are deluded by their faith.” But whoever puts their trust in Allah, surely Allah is Almighty, All-Wise. (8:49)

Observing that a small number of resourceless Muslims ware getting ready to confront the powerful Quraysh and the hypocrites as well. The Quresh and hypocrites were sure that the Muslims would face a total defeat. They were puzzled by how the Prophet (peace be on him), in whom the Muslims believed, had cast such a spell over them that they were altogether incapable of rational calculation and were hence rushing straight into loss and self -destruction.

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ: اس سے مراد منافقین اور وہ رسمی مسلمان ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور اہل اسلام کی کامیابی کے بارے میں انہیں شک تھا، یا اس سے مراد قریش مکہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ مدینہ میں رہنے والے دوسرے مذاہب کے لوگ مراد ہوں۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بارے طعنہ آمیز گفتگو کر رہے تھے کہ ان کی تعداد تو دیکھو اور بے سروسامانی بھی ظاہر ہے لیکن مقابلہ کرنے چلے ہیں قریش مکہ سے، جو تعداد میں بھی ان سے کہیں زیادہ ہیں اور ہر طرح کے سامان حرب اور وسائل سے مالامال بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دین نے ان کو دھوکے اور فریب میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ موٹی سی بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آرہی۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان دنیاداروں کو اہل ایمان کے عزم وثبات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جن کا توکل اللہ کی ذات پر ہے جو غالب ہے یعنی اپنے پر بھروسہ کرنے والوں کو وہ بے سہارا نہیں چھوڑتا اور حکیم بھی ہے اس کے ہر فعل میں حکمت بالغہ ہے جس کے ادراک سے انسانی عقلیں قاصر ہیں۔

توکل علی اللہ

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَاِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (انفال۔49)

اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

Whoever puts their trust in Allah, surely Allah is Almighty, All-Wise. (8:49)

بداعمالیوں کے نتائج

اللہ اپنے بندوں پر زیادتی نہیں کرتا

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ (انفال۔51)

(اے قریش مکہ!) یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

This is ˹the reward˺ for what your hands have done. And Allah is never unjust to ˹His˺ creation." (8:51)

Addressing the Quresh of Makkah, the Quran says that the punishment of this world and the Hereafter was nothing but what they had earned with their own hands. It means that the punishment coming to them was a direct outcome of their own deeds. And as for Allah (swt), He was not the kind of authority who would bring injustice upon His servants and go about subjecting someone to punishment just for no reason.

(اے قریش مکہ) یہ ذلت و پستی جو بدر میں شکست کی صورت میں تمہارے اوپر آئی ہے یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں، بلکہ وہ تو عادل ہے جو ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک ہے۔

حدیث قدسی: حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یا عبادی انّی حرّمت الظلم علٰی نفسی فجعلہ بینکم محرماً فلا تظالمو۔۔۔ کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم وزیادتی کو حرام کیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی مت کرو۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے

ہی اعمال ہیں جو میں نے شمار کر کے رکھے ہوئے ہیں، پس جو اپنے اعمال میں بھلائی پائے۔ اس پر اللہ کی حمد کرے اور جو اس کے برعکس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے (صحیح مسلم)

گناہوں کا وبال

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (انفال۔52)

یہ معاملہ ان کے ساتھ اُسی طرح پیش آیا جس طرح آلِ فرعون اور ان سے پہلے کے دُوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آتا رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا۔ بے شک، اللہ تعالیٰ قوت رکھتا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔

Punishment of Sins!

Their fate is that of the people of Pharaoh and those before them—they all disbelieved in Allah's signs, so Allah seized them for their sins. Indeed, Allah is All-Powerful, severe in punishment. (8:52)

دَأْب کے معنی ہیں عادت۔ کاف تشبیہ کے لئے ہے۔ یعنی ان مشرکین کی عادت یا حال، اللہ کے پیغمبروں کے جھٹلانے میں، اسی طرح ہے جس طرح فرعون اور اس سے قبل دیگر منکرین کی عادت یا حال تھا۔

اللہ اپنی سنّت نہیں بدلتا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌۙ۔ (انفال۔53)

یہ اللہ کی اِس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

This is because Allah would never discontinue His favour to people until they discontinue their faith. Surely Allah is All-Hearing, All-Knowing. (8:53)

حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کفران نعمت کا راستہ اختیار کرکے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے اعراض کرکے اپنے احوال واخلاق کو نہیں بدل لیتی، اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتوں کے دروازے بند نہیں فرماتا۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ گناہوں کی وجہ سے اپنی نعمتیں سلب فرمالیتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ گویا تبدیلی اور اصلاح کا مطلب یہی ہے کہ قوم گناہوں کو چھوڑ کر اطاعت الٰہی کا راستہ اختیار کرے۔

خیانت: اکبر الکبائر

اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ۔

بے شک اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ (الانفال۔58)

Surely Allah does not like those who betray.

حدیث: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئسَ الْضَجِیْعُ وَ اَعُوذُ بِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَابِئْسَتِ الْبِطَانَۃُ۔

اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اس لیے کہ یہ بُرا ساتھی ہے اور میں خیانت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، بے شک یہ بدترین باطنی خصلت ہے۔ (سنن نسائی)

استقامت، صبر اور ثابت قدمی،

ولا تنازعو۔ باہمی جھگڑوں سے بچو،

منافقین کی روش،

توکّل علی اللہ،

پیغمبرؐ کو تسلّی اور حوصلہ افزائی (حسبک اللہ)،

ایمان، ہجرت،

اللہ کے دین کی خدمت

سورة التّوبة

Chapter - 8: The Repentance

سورہ توبہ مدنی سورت ہے اور اس میں 129 آیات ہیں۔

وجہ تسمیہ: اس سورت میں بعض اہل ایمان کی توبہ کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام سورہ توبہ ہے۔

دوسرا نام سورۃ براءت ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سورت کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی؟

یہ قرآن مجید کی واحد سورت ہے جس کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم درج نہیں ہے۔اس کی بھی متعدد وجوہات کتب تفسیر میں درج ہیں۔

ایک رائے یہ ہے کہ سورہ انفال اور سورہ توبہ ان دونوں کے مضامین میں بڑی یکسانیت پائی جاتی ہے یہ سورت گویا سورہ انفال کا تتمہ یا بقیہ ہی ہے کوئی نئی سورت نہیں ہے۔

دوسری وجہ یہ بتائی گئی کہ حضورؐ نے بسم اللہ نہیں لکھوائی اور وجہ بھی نہیں بتائی لہٰذا ہمیں بھی اس میں وجہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

صحابہ کرام نے اور تابعین نے بھی اسی طریقے کو اپنایا کہ بسم اللہ نہیں لکھی۔یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ قرآن کی تدوین میں کس درجہ احتیاط کی گئی۔

سبع طوال سورتیں

یہ قرآن مجید کی سات بڑی سورتوں میں ساتویں بڑی سورت ہے جنہیں سبع طوال کہا جاتا ہے۔

سورت کے تین بڑے مضامین:

1۔ نئی حج پالیسی کا اعلان: آئندہ مشرکانہ حج کے بجائے اسلامی حج ہو گا۔

2۔ غزوہ تبوک کی تیاری پر تبصرہ، نفاق، ضعف ایمان، سستی کاہلی کا تذکرہ،

3۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر تبصرہ، منافقین کی حرکات، پیچھے رہ جانے والے، سچی توبہ کرنے والے۔

حج پر مخصوص اعلان براءت: دو حج نہیں ہو سکتے

بیک وقت دو حج نہیں ہو سکتے کہ اسلامی حج بھی ہو اور جاہلیت کا مشرکانہ حج بھی اسی جگہ جاری رہے۔

جاہلیت کے حج میں شرکیہ اعمال کے ساتھ ساتھ ننگے ہو کر طواف بھی کیا جاتا تھا۔اسی طرح بیک وقت دو مختلف اور متضاد عقائد رکھنے والے لوگوں کا مسجد حرام میں ایک جگہ اکٹھے ہو کر حج، عمرے، عبادت کرنا ہر وقت کسی فتنہ وفساد اور خون خرابے کا ذریعہ بنا رہتا۔

لہٰذا فتح مکہ کے بعد 9 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی اور دیگر صحابہ کو قرآن کریم کی یہ آیت اور یہ احکام دے کر بھیجا تا کہ وہ مکے میں ان کا عام اعلان کر دیں۔انہوں نے آپؐ کے فرمان کے مطابق اعلان کر دیا کہ آئندہ سال سے حج صرف اسلامی طریقے کے مطابق ہو گا، کسی کو شرکیہ حج کی اجازت نہیں ہو گی۔ کسی کو ننگے طواف کی اجازت نہیں ہو گی۔اس اعلان کے ساتھ مشرکین کے جاہلانہ حج سے براءت یعنی لاتعلقی کا اعلان کر دیا گیا۔اسی مخصوص اعلان براءت کی آیت کی وجہ سے اس سورت کا نام سورۃ براۃ رکھا گیا۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

اطلاع عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لیے کہ اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں سے (یعنی ان کے شرکیہ اعمال سے) بری الذمہ (بے نیاز) ہے-----سورہ توبہ۔3

حج اکبر اور حج اصغر سے کیا مراد ہے؟

آیت میں حج اکبر کا ذکر ہے۔ حج کو عمرے سے ممتاز اور الگ کرنے کے لئے حج اکبر کہا گیا۔ ہر حج کو حج اکبر کہا جاتا ہے اور ہر عمرے کو حج اصغر کہا جاتا ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ جو حج جمعہ والے دن آئے وہ حج اکبر ہے یہ بے اصل بات ہے۔

امن اور پناہ چاہنے والوں کو امن دو

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ۔۔۔توبہ۔6

جس طرح صلح حدیبیہ کے بعد بہت سے مکے والے امان طلب کر کے مدینہ آتے جاتے رہے تو انہیں مسلمانوں کے اخلاق و کردار کے مشاہدے سے اسلام کے سمجھنے میں بڑی مدد ملی اور بہت سے لوگ مسلمان بھی ہو گئے۔ فتح مکہ کے وقت بھی عام معافی اور درگزر کی عالیشان مثالیں ملتی ہیں۔ آپ ﷺ نے باوجود غلبہ اور قدرت کے سب کو آزاد کر دیا:

اذھبو انتم الطلقاً۔

جاؤ! تم سب آزاد ہو۔

انہی لوگوں کو طلقاً (آزاد یافتہ) کہتے ہیں۔ یہ لوگ ہزاروں میں تھے جو کفر و شرک پر پھر بھی باقی رہے مگر معافی کا پروانہ پا کر اپنی مرضی آزادانہ زندگی گذارتے رہے۔ رحمتہ اللعالمین ﷺ نے سب کو عام پناہ دے دی اور انہیں مکہ شریف میں آنے اور یہاں اپنے مکانوں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ چار ماہ تک وہ جہاں چاہیں آجا سکتے ہیں انہی میں صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ تھے پھر اللہ نے انکی رہبری کی اور انہیں اسلام نصیب فرمایا۔

مذکورہ آیت (توبہ۔6) میں ایک رخصت دی گئی ہے کہ اگر اس اعلان برات کے بعد بھی کوئی شخص آجائے بشر طیکہ پر امن ہو تو اسے پناہ دے دو، یعنی اسے اپنی حفظ و امان میں رکھو تا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچادے۔ اس دوران ہو سکتا ہے کہ قرآن کی آواز اس کے دل میں اتر جائے (حتیٰ یسمع کلام اللہ۔۔)۔ لیکن گر وہ مسلمان نہیں بھی ہوتا تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچادو (ثم ابلغہ مامنہ۔توبہ۔6) مطلب یہ ہے کہ اپنی امان کی پاسداری آخر تک کرنی ہے، جب تک وہ اپنے مستقر تک بخیریت واپس نہیں پہنچ جاتا، اس کی جان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔

توبہ کی توفیق

وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

اور اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی دے گا اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔ توبہ۔15

And Allah turns in forgiveness to whom He wills; and Allah is Knowing and Wise.

ایمان کی آزمائش ضرور ہو گی تاکہ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو جائے۔

مسجدوں کو آباد کرنے کی سعادت

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَ قَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ۔

اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہی لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ لوگوں میں (داخل) ہوں۔ (توبہ۔18)

The mosques of Allah shall be visited and maintained by those who believe in Allah and the Last Day and establish prayer and give Zakah and do not fear except Allah, for it is expected that those will be of the [rightly] guided.

حدیث: إذا رایتم الرجل یعتاد المسجد فاشهدوا له بالإیمان، قال الله تعالی: إنما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الآخر۔ ترمذی

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کے اندر باقاعدگی سے آتا ہے (یعنی پابندی سے مسجد میں نمازیں پڑھنے جاتا ہے) تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو"، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إنما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الآخر

اللہ کی مسجدیں وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ (التوبہ:18)

حدیث قدسی میں ہے، اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم کہ میں زمین والوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں لیکن اپنے گھروں (مساجد) کے آباد کرنے والوں اور اپنی راہ میں آپس میں محبت رکھنے والوں اور صبح سحری کے وقت استغفار کرنے والوں پر نظریں ڈال کر اپنے عذاب کو ہٹا لیتا ہوں۔

ابن عساکر میں ہے کہ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے کہ وہ الگ تھلگ پڑی ہوئی ادھر ادھر کی بکھری بکری کو پکڑ کر لے جاتا ہے پس تم پھوٹ اور اختلاف سے بچو، اجتماعیت سے وابستہ رہو، مسجدوں کو لازم پکڑے رہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں جو نماز کی اذان سن کر پھر بھی مسجد میں آکر باجماعت نماز نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی وہ اللہ کا نافرمان ہے کہ مسجدوں کی آبادی کرنے والے اللہ کے اور قیامت کے ماننے والے ہی ہوتے ہیں۔

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا۔ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب جگہ مساجد ہیں۔(مسلم)

إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ۔ (مسلم)

یہ مسجدیں اللہ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کیلیے ہیں۔

دین کو رشتہ داری پر فوقیت دیں،

اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو رب بنانا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا تھا۔توبہ۔31

They have taken their scholars and monks as Lords besides Allah.

اس کی تفسیر حضرت عدی بن حاتم کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی ہو جاتی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کیسے انہوں (اہل کتاب) نے اپنے علماء کو رب بنالیا؟ آپؐ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا کہ ان کے علماء نے جس کو حلال قرار دے دیا، اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام کر دیا اس کو حرام ہی سمجھا۔یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔(صحیح ترمذی)

اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش

مذہب کے نام پر لوگوں کا مال ناحق نہ کھاؤ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ۔

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔۔۔۔توبہ۔34

O you who have believed, indeed many of the scholars and the monks devour the wealth of people unjustly and avert [them] from the way of Allah.

احبار اور رھبان سے یہاں مراد وہ راہب اور جوگی ہیں جو کلام اللہ میں تحریف و تغیر کر کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق مسئلے بتاتے اور اس کام کے بدلے لوگوں سے نذرانے وصول کرتے تھے۔اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے عملاً روکتے تھے۔یہ آیت تذکیر کیلئے عام ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو ایسے مذھبی پیشواؤں سے خبردار کرنا ہے جو لوگوں کا مالی استحصال کرتے ہیں۔

حضرت ابن المبارک(رح) کہتے ہیں: وهل افسدالدين الا الملوك واحبار سوء ورهبانها۔

یعنی دین میں بگاڑ اور فساد امراءِ سلطنت کی مداخلت اور علماء سوء کی وجہ سے آتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کئے بغیر مال و دولت کے خزانے نہ بناؤ

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔توبہ۔34

اور جو لوگ سونا اور چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔توبہ۔34

And those who hoard gold and silver and spend it not in the way of Allah – give them tidings of a painful punishment.

اس آیت میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے

زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک ہے۔ جن پر اسلام کی بنیاد استوار کی گئی ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً بتیس مقامات پر نماز جیسی اہم عبادت کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو وہیں اس کے نہ ادا کرنے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

اس کی فضیلت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب ارتداد کی ہوا چلی تو مختلف قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تب سیدنا ابو بکر صدیق نے ان لوگوں کے خلاف اعلان جنگ کیا تھا۔ زکوٰۃ کے معنی طہارت اور پاکی کے ہیں۔

دین میں زکوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہر مال دار (صاحب نصاب) اپنے مال کا چالیسواں حصہ اللہ کی راہ میں دے گا، جو غریب مساکین کا حق ہے۔ یہ ادائیگی ہر سال ضروری ہے جب تک آدمی صاحب نصاب رہے۔ زکوٰۃ کے مسائل کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

حرمت والے مہینے

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ۔

مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں سے چار حرمت و ادب کے ہیں۔۔۔ توبہ۔36

Indeed, the number of months ordained by Allah is twelve—in Allah’s Record since the day He created the heavens and the earth—of which four are sacred.

حدیث: اسی بات کو نبی کریم ﷺ نے ایسے بیان فرمایا: زمانہ گھوم گھما کر پھر اسی حالت پر آگیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی۔ سال بارہ مہینوں کا ہے، جن میں چار حرمت والے ہیں، تین پے در پے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان ہے۔ (صحیح بخاری)

احکامات دین میں ردوبدل انتہائی مذموم سوچ ہے اس سے ہر صورت بچنا چاہئے۔ جیسے قریش مکہ اپنی مرضی سے حرمت والے مہینوں میں ردوبدل کرتے تھے۔

دنیا کی حقیقت

فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا قَلِیْلٌ۔

دنیا کی زندگی کا فائدہ تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔توبہ۔38

Reality of this World

The enjoyment of this worldly life is insignificant compared to that of the Hereafter.

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہیں

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللہَ مَعَنَا۔

(اس وقت) دو (ہی ایسے شخص تھے جن) میں (ایک ابو بکرؓ تھے) اور دوسرے (خود رسول اللہ ﷺ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔اُس وقت اللہ نے اس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا۔۔۔توبہ۔40

He was only one of two. While they both were in the cave, he (Prophet Mohamad) reassured his companion, “Do not worry; Allah is certainly with us.” So Allah sent down His tranquillity upon the Prophet...

تبوک کا سفر اگر مشکل لگتا ہے تو ہجرت کے سفر کو یاد کرو جو اس سے مشکل تر تھا جب اللہ نے مدد فرمائی تھی۔

اللہ کے راستے میں نکلنے کا حکم

منافقین کی بد اعمالیوں کا تذکرہ،

گفتگو میں احتیاط

اللہ پر توکل: سچے مومنین کا ہتھیار

وَعَلَی اللہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

کثرت مال و اسباب کا مطلب یہ نہیں کہ ضرور اللہ کی بھی راضی ہے۔

مال ودولت کے حریص

مصارف زکوۃ

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ توبہ۔ 60

صدقات (یعنی زکوٰۃ وخیرات) تو مفلسوں اور محتاجوں اور کارکنان زکوٰۃ کا حق ہے اور ان لوگوں کا جن کی تالیف قلوب منظور ہے اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) میں (بھی یہ مال خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق) خدا کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ توبہ۔60

Zakaat is only for the poor and the needy, for those employed to administer it, for bringing hearts together ˹to the faith˺, for ˹freeing˺ slaves, for those in debt, for Allah's cause, and for ˹stranded˺ travellers.˹This is˺ an obligation from Allah. And Allah is All-Knowing, All-Wise.

صدقات سے مراد یہاں صدقات واجبہ یعنی زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ:

فقراء، مساکین: حضور ﷺ فرماتے ہیں صدقہ مالدار اور تندرست توانا پر حلال نہیں۔

کچھ لوگوں نے حضورؐ سے صدقے کا مال مانگا آپ نے بغور نیچے سے اوپر تک انہیں ہٹا کٹا قوی تندرست دیکھ کر فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں دے دوں مگر امیر شخص کا اور قوی طاقت اور کماؤ شخص کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

حدیث: مسکین، گداگر یا بھکاری کو نہیں کہتے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ پھر مساکین کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (سفید پوش) جو مستحق ہونے کے باوجود مانگنے اور سوال کرنے سے بچتا ہے۔

عاملین: وہ کارکنان جو زکوٰۃ وصدقات کی وصولی وتقسیم اور اس کے حساب کتاب پر معمور ہوں۔

Revert Support۔ تالیف قلب (دل جوئی)۔

مولفۃ القلوب سے مراد ایک تو وہ فرد ہے جو اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی امداد کرنے پر امید ہو کہ وہ مشرف بہ اسلام ہو جائے گا۔اسی طرح وہ نو مسلم افراد جو اسلام قبول کرنے کے بعد مالی مشکلات، مسائل کا شکار ہیں اور ان کو امداد اور سپورٹ کی ضرورت ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ مصرف ختم ہو گیا ہے لیکن دوسرے فقہاء کے نزدیک حالات وظروف کے مطابق ہر دور میں اس مصرف پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز ہے۔

مسلم کیمونٹی کیلئے لمحہ فکریہ: نو مسلموں کیلئے زکوۃ میں سے مالی امداد کی مد کے باوجود نو مسلموں کو ہماری طرف سے کوئی سپورٹ نہیں ملتی۔ اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو وقتی طور پر تو خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔لوگ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہر آدمی مبارکباد دیتا ہے مگر اس کے بعد کیا ہوتا ہے وہ ایک مایوس کن کیفیت ہے۔ نو مسلموں کو جن معاشرتی چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے حل کی طرف مسلم کیمونٹی کی طرف سے کوئی منظم سپورٹ موجود نہیں۔ ان کی دینی تربیت اور رہنمائی کا بھی کوئی انتظام موجود نہیں ہوتا۔ اس اہم ایشو کی طرف ہمیں سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے تاکہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہونے کے بعد حالات اور ہمارے رویوں سے نالاں ہو کر مایوسی کا شکار نہ ہوں۔

مقروض: وہ مقروض مراد ہیں جو اپنے اہل وعیال کے نان نفقہ اور ضروریات زندگی فراہم کرنے میں لوگوں کے زیربار ہو گئے اور ان کے پاس نقد رقم بھی نہیں ہے اور ایسا سامان بھی نہیں ہے جسے بیچ کر وہ قرض ادا کریں سکیں۔

فی سبیل اللہ: اللہ کے راستے میں خرچ، دعوت دین، تبلیغ اسلام وغیرہ۔

Refugees۔ مسافرین یا مہاجرین۔

یعنی اگر کوئی مسافر، سفر میں مستحق امداد ہو گیا ہے چاہے وہ اپنے گھر یا وطن میں صاحب حیثیت ہی ہو، اس کی امداد زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔ عموماً آفت زدہ علاقوں کے متاثرین مہاجرین اس مد کے بہترین مستحق ہیں۔

مومنین اور منافقین میں فرق:

منافقوں کی خصلتیں مومنین کے بالکل برخلاف ہوتی ہیں۔

مومن بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں منافق برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلائیوں سے منع کرتے ہیں۔

مومن سخی ہوتے ہیں منافق بخیل ہوتے ہیں۔

مومن ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں۔ منافق یاد الٰہی بھلائے رہتے ہیں۔

ایمانداروں کے اعمال:

ایک دوسرے کی مدد،

امر بالمعروف ونہی عن المنکر،

اقامت نماز،

ادائے زکوٰۃ،

اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت،

چھ قوموں کا تذکرہ: ماضی سے عبرت حاصل کرو

Learn Lessons from the Past

اَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

کیااِن لوگوں کواپنے پیش رووں کی تاریخ نہیں پہنچی؟نوحؑ کی قوم،عاد،ثمود،ابراہیمؑ کی قوم،مدین کے لوگ اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیااُن کے رسول ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے،پھر یہ اللہ کا کام نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا مگر وہ آپ ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے۔توبہ۔70

Has there not reached them the news of those before them – the people of Noah and [the tribes of] Aad and Thamud and the people of Abraham and the companions [i.e., dwellers] of Madyan and the towns overturned? Their messengers came to them with clear proofs. And Allah would never have wronged them, but they were wronging themselves.

تفسیر: یہاں ان چھ قوموں کا حوالہ دیا گیا ہے۔جن کا مسکن ملک شام رہا ہے۔یہ بلاد عرب کے قریب ہے اور ان کی کچھ باتیں انہوں نے شاید آباواجداد سے سنی بھی ہوں۔

قوم نوح: جو طوفان میں غرق کر دی گئی۔

قوم عاد: جو قوت اور طاقت میں ممتاز ہونے کے باوجود،باد تند سے ہلاک کر دی گئی۔

قوم ثمود: جسے آسمانی چیخ سے ہلاک کیا گیا۔

قوم ابراہیم: جس کے بادشاہ نمرود بن کنعان کو مچھر نے ہلاک کر دیا۔

اصحاب مدین (حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم): جنہیں چیخ زلزلہ اور بادلوں کے سائے کے عذاب سے ہلاک کر دیا گیا اور **اہل مؤتفکات** سے مراد قوم لوط ہے۔ ان پر آسمان سے پتھر برسائے گئے۔ دوسرے ان کی بستی کو اوپر اٹھا کر نیچے پھینکا گیا جس سے پوری بستی اوپر نیچے ہو گئی اس اعتبار سے انہیں اصحاب مؤتفکات کہا جاتا ہے۔

ان سب قوموں کے پاس، ان کے پیغمبر، جو ان ہی کی قوم ایک فرد ہوتا تھا آئے۔ لیکن انہوں نے ان کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی، بلکہ تکذیب اور عناد کا راستہ اختیار کیا، جس کا نتیجہ بالآخر عذاب الیم کی شکل میں نکلا۔

سچے ایمانداروں کے ساتھ اللہ کا وعدہ

مومنوں کو نیکی کے انعامات

سچے ایمانداروں کی نیکیوں پر جو اجر و ثواب انہیں ملے گا ان کا بیان ہو رہا ہے کہ ابدی نعمتیں ہمیشگی کی راحتیں باقی رہنے والی جنتیں انہیں حاصل ہونگی۔ انشاءاللہ

اللہ کی رضا اور خوشنودی: سب سے بڑی کامیابی

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔

اور اللہ کی رضا اور خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ توبہ۔72

But pleasure from Allah is greater. It is that which is the great attainment.

دعا قبول ہوئی تو رب کو بھول گیا

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰہَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم ضرور صدقہ و خیرات کریں گے اور نیک و صالح بن کر رہیں گے۔ توبہ۔75

And among them are those who made a covenant with Allah, [saying], "If He should give us from His bounty, we

will surely spend in charity, and we will surely be among the righteous.

احسان فراموشی کی بدترین مثال:

آیت کا شان نزول: یہ آیت **ثعلبہ بن حاطب انصاری** کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ: **میرے لئے مالداری کی دعا کیجئے**۔ آپؐ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا شکر ادا ہو اس بہت سے اچھا ہے جو اپنی طاقت سے زیادہ ہو۔ اس نے پھر دوبارہ یہی درخواست کی تو آپؐ نے پھر سمجھایا کہ **کیا تو اپنا حال اللہ کے نبی جیسا رکھنا پسند کرتا؟** واللہ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔ اس نے کہا حضور واللہ میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ مجھے مالدار کردے تو میں خوب صدقہ وخیرات کروں گا، ہر ایک کو اس کا حق ادا کروں گا۔ آپؐ نے اس کے اصرار پر اس کیلئے مال میں برکت کی دعا کی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کے بعد اس کی بکریوں میں اس طرح اضافہ شروع ہوا جیسے کیڑے، مکوڑے بڑھ رہے ہوں یہاں تک کہ مدینہ شریف اس کے جانوروں کے لئے تنگ ہو گیا۔

یہ ایک میدان میں نکل گیا ظہر عصر تو جماعت کے ساتھ ادا کرتا باقی نمازیں جماعت سے نہیں ملتی تھیں۔ جانوروں میں اور برکت ہوئی اسے اور دور جانا پڑا، اب سوائے جمعہ کے اور سب جماعتیں اس سے چھوٹ گئیں۔ مال بڑھتا گیا، ہفتہ بعد جمعہ کے لئے آنا بھی اس نے چھوڑ دیا آنے جانے والے قافلوں سے پوچھ لیا کرتا تھا کہ جمعہ کے دن کیا بیان ہوا؟ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اس کا حال دریافت کیا لوگوں نے سب کچھ بیان کر دیا آپؐ نے اظہار افسوس کیا۔ اس دوران آیت اتری کہ ان کے مال سے صدقے (زکوٰۃ) لو، اور صدقے کے احکام بھی بیان ہوئے آپؐ نے دو آدمیوں کو زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا۔ **مگر ثعلبہ پر دولت کا بھوت اور نحوست پوری طرح سوار ہو چکی تھی۔ اس نے زکوٰۃ دینے سے بھی انکار کر دیا۔** یہ دونوں صحابی خالی ہاتھ واپس چلے گئے۔ حضورؐ نے ثعلبہ پر اظہار افسوس کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ثعلبہ کے ایک قریبی رشتہ دار نے جب یہ سب کچھ سنا تو ثعلبہ سے جا کر واقعہ بیان کیا اور آیت بھی پڑھ سنائی یہ حضورؐ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ اس کا صدقہ قبول کیا جائے **آپؐ نے فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمادیا ہے۔** یہ سخت شرمندہ ہوا۔ یہ واپس اپنی جگہ چلا آیا حضورؐ نے انتقال تک اس کی کوئی چیز قبول نہ فرمائی۔ پھر یہ خلافت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کے دور میں آیا اور کہنے لگا میری جو عزت حضورؐ کے پاس تھی وہ اور میرا جو مرتبہ انصار میں ہے وہ آپ خوب جانتے ہیں آپ میرا صدقہ قبول فرمایئے آپ نے جواب دیا کہ جب رسول اللہؐ نے تیرا مال قبول نہیں فرمایا تو میں کون؟ غرض آپ نے بھی انکار کر دیا۔ جب آپ کا بھی انتقال

ہو گیا اور حضرت عمر (رض) مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے یہ پھر آیا اور کہا کہ امیر المومنین آپ میرا صدقہ قبول فرمائیے آپ نے جواب دیا کہ جب حضورؐ نے قبول نہیں فرمایا خلیفہ اول نے قبول نہیں فرمایا تو اب میں کیسے قبول کر سکتا ہوں؟ چناچہ آپ نے بھی اپنی خلافت کے زمانے میں اس کا صدقہ قبول نہیں فرمایا۔ پھر خلافت حضرت عثمان (رض) کے سپرد ہوئی تو یہ ثعلبہ پھر آیا لیکن آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ خود حضورؐ نے اور آپ کے دونوں خلیفہ نے تیرا صدقہ قبول نہیں فرمایا تو میں کیسے قبول کر لوں؟ چناچہ اس سے صدقہ قبول نہیں کیا گیا۔ اسی اثنا میں یہ شخص فوت ہو گیا۔ (بحوالہ ابن کثیر)

فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پروا تک نہیں ہے۔ توبہ۔76

But when He gave them from His bounty, they were stingy with it and turned away while they refused.

حضور ﷺ نے سات فتنوں (آزمائشوں) سے پناہ مانگی:

ان میں ایک دولت کی آزمائش بھی ہے

حدیث: بَادِرُوا بالأَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُونَ إلا فَقْرًا مُنسيًا، أو غِنًى مُطْغِيًا، أو مَرَضًا مُفْسِدًا، أو هَرَمًا مُفَنِّدًا، أو مَوْتًا مُجْهِزًا، أو الدَّجَالَ فَشَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، أو الساعةَ فالساعةُ أَدْهَى وَأَمَرّ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات (فتنوں کے آنے) سے پہلے جلدی جلدی عمل کر لو۔ کیا تمہیں غافل کر دینے والی غربت، سرکش بنا دینے والی امیری، یا تباہ کر دینے والے مرض، یا ایسے بڑھاپے جس سے عقل سٹھیا جائے یا اچانک آ جانے والی موت کا انتظار ہے یا پھر دجال جیسے بدترین غائب چیز کا انتظار ہے یا پھر قیامت کا؟۔ قیامت تو بہت ہیبت ناک اور کڑوی ہے۔ (ترمذی)

ہنسنا کم کرو

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلاً وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءً ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

اب چاہیے کہ یہ لوگ ہنسنا کم کریں اور روئیں زیادہ، اس لیے کہ جو بدی یہ کماتے رہے ہیں اس کی جزا ایسی ہی ہے (کہ انہیں اس پر رونا چاہیے)۔ توبہ۔82

So they should laugh a little and [then] weep much as recompense for what they used to earn

حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا، اور روؤ زیادہ۔

حضور ﷺ کی رحمت کی عالیشان مثال

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ توبہ۔84

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے زندگی بھر حضورؐ کو بے پناہ اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں۔ جب عبد اللہ بن ابی کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی (جو مسلمان تھے) رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپؐ (بطور تبرک) اپنی قمیض عنایت فرمادیں تاکہ میں اپنے باپ کو کفنا دوں۔ دوسرا آپؐ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپؐ نے قمیض بھی عنایت فرمادی اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ سے کہا کہ اللہ تعالٰی نے ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھانے سے روکا ہے، آپ کیوں اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اختیار دیا ہے یعنی روکا نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ 'اگر تو ستر مرتبہ بھی ان کے لئے استغفار کرے گا تو اللہ تعالٰی انہیں معاف نہیں فرمائے گا، تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ ان کے لئے استغفار کر لوں گا' چنانچہ آپ نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ جس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت (توبہ۔84) نازل فرمائی کہ آئندہ منافقین کے حق میں دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی۔ (صحیح بخاری)

حذیفہ بن یمان: رازدان رسول اللہ ﷺ

مدینہ کے منافقین جنھوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا۔انہوں نے ہر مرحلے اور موقع پر آستین کے سانپ کا کردار نبھایا۔ان سب کے نام بذریعہ وحی آپؐ کو بتائے گئے مگر آپؐ نے انکے نام پبلک نہیں کئے۔صرف اپنے ایک صحابی حضرت حذیفہ بن یمان (رض) کو ان کے نام بتائے۔ اسی بناء پر انہیں رازدان رسولؐ کہا جاتا تھا۔

حضرت عمر (رض) کا طریقہ آپؐ کے بعد یہ رہا کہ جس کے جنازے کی نماز حضرت حذیفہ پڑھتے اس کے جنازے کی نماز آپ بھی پڑھتے۔جس کی نماز جنازہ حضرت حذیفہ نہ پڑھتے آپ بھی نہ پڑھتے اس لئے کہ حضرت حذیفہ (رض) کو حضور ﷺ نے منافقوں کے نام گنوادیئے تھے اور صرف انہی کو یہ نام معلوم تھے۔

تبوک۔بغیر وسائل گرمی میں صحرائی مہم۔آزمائش

اعراب کی خودساختہ معذرتیں

وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ۔

اور آپ کے پاس بدوی معذرت کرنے والے بھی آگئے کہ انہیں بھی گھر بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔۔توبہ۔90

Some nomadic Arabs ˹also˺ came with excuses, seeking exemption.

ان معذّرین کے بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک یہ شہر سے دور رہنے والے وہ اعرابی ہیں جنھوں نے جھوٹے عذر پیش کرکے اجازت حاصل کی کہ انہیں اس تبوک کی مہم سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

دوسری رائے یہ ہے کہ یہ واقعی معذور افراد تھے جو حقیقتاً کسی شرعی عذر کے باعث غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوسکتے تھے۔

تیسری قسم ان بدویوں کی بھی تھی جنھوں نے آکر عذر پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور گھروں میں ہی بیٹھے رہے۔

حقیقی معذورین کو استثناء

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ضعیفوں پر اور بیماروں پر اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر الزام کی کوئی راہ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے۔(توبہ۔129)

Disable People are exempt

There is no blame on the weak, the sick, or those lacking the means, as long as they are true to Allah and His Messenger. There is no blame on the good-doers. And Allah is All-Forgiving, Most Merciful.

خلاصہ قرآن پر اپنی قیمتی تجاویز، آراء اور تبصروں سے ضرور آگاہ فرمائیں

For Feedback, Comments and Suggestions Please Contact:
Mobile: +44 785 3099 327
Email: hafizmsajjad@gmail.com